۳

غزل ۳: علامہ محمد اقبال

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- نظم و نثر کو فہم کے ساتھ پڑھ کر مصنف / شاعر کی تکنیک، مقصد اور اسلوب پر مبنی سوالات کے جوابات دے سکیں۔
- منظوم اور منثور اصنافِ ادب پڑھ کر مصنفین کے طرزِ تحریر پر تبصرہ کر سکیں۔
- اپنی گفتگو میں جذبے اور تاثر کے حوالے سے شدت اور لہجے کے زیر و بم کا لحاظ رکھ کر ڈرامائی کیفیات ادا کر سکیں۔
- نظم اور غزل کے اشعار کے حوالوں (شاعری کے پس منظر، انداز بیان، تنقیدی محاسن کے استعمال کی وضاحت) کے ساتھ تشریح کر سکیں۔
- الفاظ و معانی سے واقفیت اور ان کے انتخاب میں لغت اور تھیسارس کا استعمال کر سکیں۔
- درست تلفظ کی فہم کے لیے اعراب کا استعمال کر سکیں۔
- نظم / غزل کے عناصر (مصرع، مصرعِ اولی، مصرعِ ثانی، شعر قافیہ، ردیف مطلع، مقطع، مطلعِ ثانی) کو شناخت کر سکیں اور ان کا شاعرانہ استعمال سمجھ سکیں اور شاعری میں اس کے استعمال کے فہم کو وسعت دے سکیں۔
- جملوں کی (جملوں کی ساخت، بناوٹ، روز مرّہ اور محاورے کے لحاظ سے غلط فقرات) درستی کر سکیں۔

خاص الفاظ	تہی	قناعت	رنگ و بو	آشیاں	نشیمن
	آہ و فغاں	روز و شب	الجھ	زمان و مکاں	راز داں

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو علامہ اقبال بہ طور قومی شاعر کے بارے میں بتائیں اور علامہ اقبال کی شاعری کے مختلف تصورات سے آگاہی دیں۔

- علامہ اقبال کو شاعرِ مشرق کیوں کہا جاتا ہے؟ پچھلی جماعت میں پڑھی گئی علامہ اقبال کی غزل کا ایک شعر سنائیں۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

تہی، زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سیکڑوں کارواں اور بھی ہیں

قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بُو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں
اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں
تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں
گئے دن، کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

(بالِ جبریل)

علامہ اقبالؔ (۱۸۷۷ء-۱۹۳۸)

آپ ۱۸۷۷ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ سے، جبکہ ایف۔اے، بی۔اے اور ایم۔اے (فلسفہ) بالترتیب ۱۸۹۵ء، ۱۸۹۷ء اور ۱۸۹۹ء میں کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں اُستاد بھی رہے۔ بعد میں انگلستان سے بار ایٹ لا کیا اور جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ آپ کا سنِ وفات ۱۹۳۸ء ہے۔ اقبالؔ شاعر، قومی سیاسی راہ نما، عظیم مفکر، دانش ور اور صاحب علم تھے۔ ان کی شاعری ملک و قوم کے لیے بیداری، آزادی، حرکت و عمل اور خودی و خودداری کا پیغام لے کر آئی۔

علامہ اقبالؔ کی نظموں میں تغزل کی خوبی نمایاں ہونے کے ساتھ ساتھ موضوعات اور ہیئتوں کا تنوع بھی موجود ہے۔ آغاز میں علامہ اقبالؔ نے "ایک پہاڑ اور گلہری"، "ایک گائے اور بکری"، "دعا" جیسی نظمیں بچوں کے لیے لکھیں۔ ان کے ساتھ "والدہ مرحومہ کی یاد میں" جیسا مرثیہ بھی تخلیق کیا۔ تاہم آپ کی نظمیہ شاعری کے نقطہ عروج کی ابتدا "شکوہ" اور "جواب شکوہ" جیسی طویل نظموں سے ہوتی ہے۔ ان معرکۃ الآرا نظموں کے بعد "خضرِ راہ"، "ساقی نامہ"، "ابلیس کی مجلس شوریٰ"، "مسجد قرطبہ" اور دیگر نظمیں بھی تحریر کیں جن میں عالم اسلام کے انحطاط اور زوال کا رونا ہی نہیں رویا بلکہ ماضی کے آئینے میں مستقبل کی تصویر بھی دکھانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ، انحطاط و زوال کے اسباب، آزادی کی تڑپ، خودی، عشق اور عقل، مغربی تہذیب و تعلیم پر تنقید جیسے اہم موضوعات کو علامہ اقبالؔ نے اپنی فکری و فنی پختگی کے ساتھ نظموں کا حصہ بنایا۔ اُن کے اُردو شعری مجموعوں میں "بانگِ درا"، "ضربِ کلیم"، "بالِ جبریل"، "ارمغانِ حجاز" جب کہ "پیامِ مشرق"، "جاوید نامہ" اور "اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی" اور "زبورِ عجم" فارسی کلام کے مجموعے ہیں۔

اقبالؔ پاکستان کے قومی شاعر ہیں۔ پاکستان بننے کا خواب بھی اقبالؔ نے دیکھا تھا، اسی وجہ سے انھیں مصوّرِ پاکستان بھی کہا جاتا ہے۔ اقبالؔ کی شاعری ہمارے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ان کے کلام کو زیادہ سے زیادہ پڑھیں تاکہ ہمارے اندر اسلامی اور پاکستانی سوچ پروان چڑھے۔

مشق

۱۔ متن/دی گئی غزل کے مطابق درج ذیل الفاظ میں سے درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) غزل کے مطلع کی بنیادی شرط ہے:

الف: دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں | ب: دونوں مصرعے ہم ردیف ہوں | ج: غزل کا پہلا شعر ہو | د: غزل کا آخری شعر ہو

(ii) اس غزل کی ردیف ہے:

الف: اور بھی ہیں | ب: اور | ج: اور بھی | د: بھی ہیں

(iii) غزل کے دوسرے شعر میں قافیہ استعمال ہوا ہے:

الف: امتحاں | ب: کارواں | ج: آشیاں | د: جہاں

(iv) غزل کے کون سے شعر کے دونوں مصرعوں میں مرکبِ عطفی استعمال ہوا ہے؟

الف: چوتھے | ب: پانچویں | ج: چھٹے | د: ساتویں

(v) غزل کے مطابق "شاہین" کس طرف پرواز کرتا ہے؟

الف: آبادی کی طرف | ب: جنگل کی طرف | ج: آسمان کی طرف | د: زمین کی طرف

۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

الف۔ اس غزل کا بنیادی تصور کیا ہے؟

ب۔ "ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں" اس مصرعے کی وضاحت کریں۔

ج۔ شاعر نے اس غزل کے کس شعر میں "صنعتِ تضاد" استعمال کی ہے؟ مثال دیں۔

د۔ غزل کا پانچواں شعر "علمِ بیان" کی کس قسم کی مثال ہے؟

۳۔ شاملِ نصاب غزل کو پڑھ کر "علامہ اقبال" کی غزل گوئی پر تبصرہ کریں۔

۴۔ درج ذیل اشعار کے حوالوں (فنی اور فکری جائزہ لیتے ہوئے) کے ساتھ تشریح کریں:

تہی، زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سیکڑوں کارواں اور بھی ہیں

قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں

تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

۵۔ طلبہ، علامہ اقبال کی نظم "ایک گائے اور بکری" کو اپنی گفت گو کے انداز میں تاثر کے حوالے سے شدت اور لہجے کے زیر و بم کا لحاظ رکھ کر ڈرامائی کیفیت میں پیش کریں۔

۶۔ درج ذیل جملوں کو ساخت، بناوٹ، روز مرہ اور محاوروں کے لحاظ سے درست کریں:

الف۔ زاہد اور میں مری کی سیر کو گیا۔

ب۔ دن بدن مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے۔

ج۔ فقیر نے مجھے دعا نکالی۔

د۔ ملزم، پولیس کو دیکھ کر سات چار، گیارہ ہو جاؤ۔

ہ۔ دوست وہ جو خوشی میں کام آئے۔

لغت اور تھیسارس کا استعمال

اُردو زبان و ادب کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمارے سامنے بہت سے ایسے الفاظ آتے ہیں جو ہمارے لیے غیر مانوس ہوتے ہیں اور ہم نہ صرف اِن کے معانی اور مطالب سے واقف نہیں ہوتے بلکہ اس بات سے بھی بے خبر ہوتے ہیں کہ اِن الفاظ کی اصل کیا ہے اور وہ کہاں سے اور کس زبان سے آئے ہیں اور اُردو میں آکر انھوں نے کیا شکل اختیار کی ہے ؟ اِسی طرح اِن کے لُغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں اور اِن کے استعمال کا طریقہ کیا ہے ؟ یہ سب کچھ جاننے کے لیے لغت کا سہارا لیا جاتا ہے۔

تھیسارس لفظوں کا ارتقا بیان کرتا ہے۔ تھیسارس لفظ یونانی زبان سے انگریزی میں آیا ہے اور اِس کا مطلب ہے ذخیرہ یا خزینہ۔ بعد میں یہ لفظ خزینۂ الفاظ کے معنوں میں استعمال ہونے لگا۔ تھیسارس ہمیں مختلف موضوعات اور تصورات کے بارے میں مناسب لفظوں کی فہرست مہیا کرتا ہے۔

مثلاً: اگر ہم "بے اطمینانی" کے بارے میں جاننے کے خواہش مند ہیں تو تھیسارس ہمیں اس طرح کے الفاظ مہیا کرے گا: عدم طمانیت، نا آسودگی، اختلاف، بدمزاجی، چڑچڑاپن، شکوہ شکایت، نکتہ چینی، دل برداشتگی، مایوسی، کرب، پیچ و تاب، ملال، ناراضی، جُز بُز، آزردہ وغیرہ۔

۷۔ الفاظ و معانی سے واقفیت اور ان کے انتخاب میں درج ذیل کے لیے لُغت اور تھیسارس کا استعمال کریں:

مسجد، بدن، داستان، منڈی، فرنیچر، مدرسہ، دار المطالعہ

۸۔ درست تلفظ کی فہم کے لیے اعراب کا استعمال کریں۔

جگ، اِدھر اُدھر، نظر، جدھر، بدن، مسیحائی، عاشق مزاج

نظم/غزل کے عناصر:

شعر:

مصرع: مصرع کے لغوی معانی ہیں دروازے کا ایک پٹ، ایک تختہ یا ایک طرف کا کواڑ۔ اصطلاح میں آدھا شعر، بیت یا فرد کا نصف حصہ۔ شعر کی ایک سطر کو مصرع کہتے ہیں۔

مصرعِ اولیٰ: شعر کے پہلے مصرعے یا سطر کو مصرع اولیٰ کہتے ہیں۔

مصرعِ ثانی: شعر کے دوسرے مصرعے کو مصرع ثانی کہا جاتا ہے۔

قافیہ: قافیہ لفظ قفو سے ماخذ ہے جس کے معانی پیچھے آنے والے کے ہیں۔ شعری اصطلاح میں ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں۔ قافیہ کے بغیر غزل نہیں ہو سکتی۔

ردیف: ردیف کے لغوی معانی گھڑ سوار کے پیچھے بیٹھنے والے کے ہیں۔ شعر اصطلاح میں قافیہ کے بعد دہرائے جانے والے الفاظ کو ردیف کہتے ہیں۔ ردیف کے بغیر غزل ہو سکتی ہے اس لیے جس غزل میں ردیف ہوگا اسے ''مردف'' غزل جب کہ جس غزل میں ردیف نہیں ہوگا اسے غیر مردف غزل کہیں گے۔

مطلع: مطلع کے لغوی معانی ہیں طلوع ہونے کا مقام۔ غزل کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ یا ہم ردیف ہوں تو اُسے مطلع کہا جاتا ہے۔

مطلعِ ثانی: قصیدے یا غزل میں اگر مطلع کے بعد ایسا شعر آ جائے جس میں قافیہ ردیف کا اہتمام مطلع ہی کے طرز پر ہو تو اُسے مطلع ثانی کہیں گے۔

مقطع: مقطع کے معانی قطع کرنے یا کاٹنے کے ہیں۔ غزل یا قصیدے کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں جس میں شاعر اپنا تخلص بھی استعمال کرے۔

۹۔ درج ذیل غزل میں سے شعر، مصرع، مصرع اولیٰ، مصرع ثانی، قافیہ، ردیف، مطلع، مطلع ثانی اور مقطع کو شناخت کریں اور ان کے شاعرانہ استعمال کے فہم کی وسعت کو سمجھیں:

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
مَیں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا

تیرا در چھوڑ کے میں اور کدھر جاؤں گا
گھر میں گھِر جاؤں گا صحرا میں بکھر جاؤں گا

تیرے پہلو سے جو اٹھوں گا تو مشکل یہ ہے
صرف اک شخص کو پاؤں گا جدھر جاؤں گا

چارہ سازوں سے الگ ہے مرا معیار کہ میں
زخم کھاؤں گا تو کچھ اور سنور جاؤں گا

زندگی شمع کی مانند جلاتا ہوں ندیمؔ
بجھ تو جاؤں گا مگر صبح تو کر جاؤں گا

(احمد ندیم قاسمی)

سرگرمی

اپنے کالج کے کتب خانے سے علامہ اقبالؒ کی کتاب "بانگِ درا" سے کوئی سی غزل تلاش کریں اور اپنی استانی صاحبہ/استاد محترم کی نگرانی میں اسے ترنم کے ساتھ اپنی جماعت کے طلبہ ساتھیوں کو سنائیں۔